

امریکا، بھارت، اسرائیل: برائی کا اصل محور

عبدالغفار عزیز

امریکی وزیر خارجہ کولن پاول خطے کے دورے پر آئے ہوئے تھے۔ دورے کے اختتام پر ایوانِ صدر میں الوداعیہ پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ ایک طرف وزیر خارجہ پاول کھڑے تھے اور دوسری جانب، ہر پروٹوکول کو خاک میں ملاتے ہوئے صدر مملکت جنرل پرویز مشرف۔ کولن پاول نے احسان جتاتے ہوئے اعلان کیا: ”پاکستان ہمارا اسٹریٹجک حلیف ہے“۔ اعلان کے بعد وزیر خارجہ پورے تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوئے اور سیدھے دلی پہنچے، وہاں وزیر خارجہ کے برابر بھارتی وزیر خارجہ نے کھڑے ہو کر پریس کانفرنس کی۔ وہاں کولن پاول کا مل اطمینان و مسرت سے اعلان کر رہے تھے: ”بھارت ہمارا فطری حلیف ہے“۔ ظاہر ہے اسٹریٹجی اور پالیسی تو تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن فطرت کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔

نائن الیون سے پہلے اور بعد کے حالات اسی حقیقت کا عملی مظہر و ثبوت ہیں۔ ہم نے امریکی احکامات کی بجا آوری اس انداز سے کی ہے کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ دنیا کا کوئی عام شہری بھی پاکستان کو مقبوضہ افغانستان اور عراق سے زیادہ حیثیت نہیں دیتا، لیکن اس ساری خدمت گزاری کا اصل اجر و ثواب بھارت کی گود میں ڈالا جا رہا ہے۔ ہر چند ماہ، بلکہ بعض اوقات چند ہفتوں کے وقفے سے امریکا یا اس کی لے پالک صہیونی ریاست کی طرف سے کوئی نہ کوئی بڑی فوجی یا اقتصادی امداد بھارت کے چرنوں میں لا ڈالی جاتی ہے۔

نومبر کے آغاز میں ایک ارب ۱۰ کروڑ ڈالر مالیت کا جدید ترین اسرائیلی دفاعی نظام بھارت کو پیش کیا گیا۔ اسی طرح کا ایک سودا تقریباً ایک ماہ قبل، گزشتہ اکتوبر میں سامنے آیا تھا۔

ایک طرف پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بھارت، اسرائیل اور امریکا ہمیشہ سر جھاڑ، منہ بھاڑ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں، لیکن دوسری طرف پُر امن مقاصد کی ذمہ لگا کر بھارت کے ایٹمی پروگرام کو بلا روک ٹوک آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ بھارت کے علاقوں آندھرا پردیش اور گجرات میں خود امریکی جوہری کمپنیوں کی جانب سے ایٹمی تنصیبات تعمیر کرنے کے معاہدوں پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ ان دنوں دورۂ واشنگٹن پر ہیں۔ اس دورے میں امریکا اور بھارت کے درمیان ۱۸ ارب ڈالر کے جنگی جہازوں اور دیگر عسکری سازوسامان کے سودوں پر دستخط متوقع ہیں۔ ہر سال ایک لاکھ بھارتی طلبہ کو امریکا میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلے دیے جا رہے ہیں۔ ہر سال دنیا بھر میں امریکی سفارت خانے، ملازمتوں کے لیے جتنے ویزے جاری کرتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق ان میں سے ۵۰ فی صد صرف بھارتیوں کو دیے جاتے ہیں۔ امریکا اور بھارت کے درمیان باہمی تجارت گزشتہ چار سال میں دگنی ہو کر ۴۳ ارب ڈالر سالانہ تک پہنچ چکی ہے۔ امریکا میں مقیم بھارتی نژاد امریکیوں کی تعداد تقریباً ۳۰ لاکھ ہو چکی ہے۔ ان بھارتی نژاد امریکیوں کی ایک سب سے اہم سرگرمی، بھارت امریکا اور اسرائیل کے تعلقات کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اس پورے کام کو بھارتی حکومت کی مکمل سرپرستی حاصل رہتی ہے۔

امریکا، اسرائیل اور بھارت پر مشتمل برائی کا محور (Axis of Evil) ایک عالم کو اپنی پلیٹ میں لینے کے لیے بے تاب ہے۔ اس موضوع پر لاتعداد مقالے، تحقیقی رپورٹیں اور کتابیں روشنی ڈالتی ہیں۔ ۸ مئی ۲۰۰۳ء کو امریکی یہودی کمیٹی (American Jewish Committee - AJC) کے ۹۸ ویں سالانہ عشاءے میں بھارتی قومی سلامتی کے مشیر برجیش مشرا کا خصوصی خطاب بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ اپنے اس کلیدی خطاب میں جناب مشرا نے انہی تین ممالک پر مشتمل ٹکون کو مضبوط کرنے پر زور دیا تھا۔ یہ ٹکون بنانے کے اسباب و اہداف واضح کرتے ہوئے انھوں نے اس ’نظریہ تثلیث‘ کو ایک تو انتہا پسند اسلام کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری قرار دیا تھا، اور دوسرے سبز اور سرخ (عالم اسلام اور چین) کے ممکنہ اتحاد کا مقابلہ کرنے کے لیے۔ مشرا نے اپنی تقریر میں یہ خوش خبری دی تھی کہ اس ٹکون کی تشکیل عملاً وجود میں آ چکی ہے۔

مشرا نے کہا: ”ہم تینوں کا عسکری تعاون پہلے ہی سے جاری ہے۔ امریکا اور بھارت

دونوں کی افواج اسرائیل میں تربیت حاصل کر رہی ہیں۔ یہ افواج دہشت گردی کے خلاف کارروائیوں، شہروں میں گوریلہ کارروائیوں کی ٹریننگ اور دیگر مہارتیں حاصل کر رہی ہیں.... جاسوسی معلومات کے تبادلے میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ اسرائیلی جاسوسی ادارے بھارت کو ایسی جاسوسی اطلاعات فراہم کرنے میں خصوصی طور پر فعال ہیں، جن سے پاکستان پر نگاہ رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

موصوف نے اپنی تقریر میں تینوں ملکوں کو ایک دوسرے کی ضروریات پوری کرنے کا درس دیتے ہوئے کہا: ”خصوصی طور پر یہ کہ ہم تینوں ملک ایک دوسرے کو وہ کچھ پیش کر سکتے ہیں جو دوسرے کے پاس نہیں ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کے میدان میں دیکھیں تو ہم تینوں میں سے ہر ملک دوسرے دو کے بدترین دشمنوں سے اچھے تعلقات رکھتا ہے۔ بھارت کے سب سے بڑے دشمن پاکستان کے ساتھ ’فی الحال‘ امریکا کے اچھے تعلقات ہیں۔ ایران، اسرائیل اور امریکا کا دشمن ہے، لیکن بھارت کے اس سے اچھے تعلقات ہیں۔ چین، امریکا کا بہت بڑا حریف ہے، بھارت کے لیے بھی وہ بڑا خطرہ ہے لیکن اسرائیل کے ساتھ اس کے بہتر تعلقات ہیں۔“ ان الفاظ میں چھپا اصل پیغام یقیناً وہاں بیٹھے تمام حاضرین کو بخوبی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ ہم میں سے جو ملک ہمارے کسی دشمن ملک کے ساتھ دوستی رکھتا ہے، وہ وہاں باقی دونوں کے مقاصد کی تکمیل کرے۔

یکم نومبر ۲۰۰۸ء کو شکاگو میں دیے گئے ایک اور لیکچر کا عنوان ہی ’بھارت، اسرائیل، امریکا اتحاد: انسانیت کی آخری عظیم امید‘ تھا۔ اس لیکچر میں ڈاکٹر رچرڈ بینکن (Richard Benkin) نے جو کچھ کہا ہوگا وہ اس کے عنوان سے ظاہر ہے۔ اس نظریاتی اور جذباتی وابستگی کی بنیاد پر تینوں ملکوں کے تعلقات کو مستحکم اور ہمہ پہلو بنانے کے لیے کئی امریکی اور یہودی ادارے مصروف کار ہیں۔ تین اہم امریکی تھنک ٹینک اس سلسلے میں اپنی سالانہ کانفرنسیں باقاعدہ منعقد کر رہے ہیں، تاکہ تینوں ملکوں کے درمیان گہرے تعلقات کا سفر جاری رہے۔ اس تعاون کا ایک عملی نتیجہ ۲۰۰۰ء کے وسط میں، اسرائیل کا کلنٹن انتظامیہ کو اس بات پر آمادہ کر لینا تھا کہ وہ اپنا جدید ترین فضائی اور جاسوسی نظام ’اواکس‘ (AWACS) بھارت کو فروخت کر دے، حالانکہ امریکی انتظامیہ خطے میں طاقت کا توازن بگڑ جائے۔

کو بھارتی سرزمین سے، بھارتی راکٹوں کے ذریعے فضا میں چھوڑا جانے والا اسرائیلی جاسوسی خلائی سیارہ اس عالمی ٹکون کا ایک اور خطرناک اقدام تھا۔ اس جاسوسی سیارے کے ذریعے ہر طرح کے موسم میں ایک مربع میٹر کے علاقے تک کی انتہائی واضح تصاویر بنالینا آسان ہو گیا ہے۔ امریکی عسکری رسالے ڈیفنس نیوز کے مطابق اسرائیل امریکا کے تعاون سے ۲۰۱۰ء کے وسط میں Horizon-8 نام کا ایک نیا جاسوسی سیارہ فضا میں چھوڑنے جا رہا ہے۔ اس کے بعد Horizon-9 کے نام سے ایک مزید سیارہ بھی چھوڑا جاتا ہے لیکن اس کے لیے کسی ایسے دوسرے ملک کی تلاش ہے جو اس کے اخراجات اور ٹکنالوجی میں معاونت دے سکے۔ امریکی رسالے کے مطابق اسرائیل اور بھارت ۲۰۱۱ء کے آخر تک Tec SAR-2 نامی ایک اور مشترکہ خلائی سیارہ بھی فضا میں چھوڑیں گے۔

تینوں ملکوں کے تعلقات میں سے بھی بھارت اسرائیل تعلقات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ فلسطینی اسٹریٹجک رپورٹ ۲۰۰۷ء نے ان دونوں ملکوں کے تعلقات کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ کئی صفحات پر پھیلی یہ رپورٹ واضح کرتی ہے کہ:

بھارت نے صہیونی ریاست کو اس کے اعلان تشکیل کے فوراً بعد ہی ایک حقیقت واقعہ (de-facto) کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا۔ چند ماہ بعد ہی اسے ممبئی میں اپنا تجارتی دفتر کھولنے کی اجازت دے دی گئی۔ جون ۱۹۵۳ء میں یہ دفتر باقاعدہ اسرائیلی قونصلیٹ کا درجہ اختیار کر گیا، اگرچہ بھارت کا علانیہ موقف یہی رہا کہ اسرائیل کو قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اندرا گاندھی نے اپنے دور اقتدار میں اسرائیل کے ساتھ خفیہ عسکری تعلقات کا آغاز کر دیا، لیکن دونوں ملکوں کے درمیان باقاعدہ اور علانیہ سفارتی تعلقات ۱۹۹۲ء میں اس وقت قائم ہوئے، جب نریماراؤ نے کانگریس پارٹی کی قیادت سنبھالی۔ اسرائیلی سفارت خانہ جلد ہی بھارت میں موجود سفارت خانوں میں فعال ترین سفارت خانے کی حیثیت اختیار کر گیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان ہمہ جہت تعلقات کی ایک جھلک فروری ۲۰۰۷ء میں دلی میں منعقد ہونے والی ہندو یہودی مشترکہ کانفرنس میں دیکھی جاسکتی ہے، جس میں دونوں طرف سے چوٹی کی مذہبی قیادت شریک ہوئی۔ اگرچہ اس کانفرنس کا انعقاد ایک مجہول تنظیم کے نسل کشی کے ملوث افراد کی زیر نگرانی ہوا تھا لیکن اس کا اعلامیہ

اسرائیلی وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کیا گیا۔ دیگر امور کے علاوہ اس کانفرنس میں ایک 'ہندو یہودی دائمی کمیٹی' کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

تعاون کا ایک اور اہم پہلو باہم اقتصادی تعاون ہے۔ ۱۹۹۲ء میں باقاعدہ اور علانیہ تعلقات کے قیام کے وقت دونوں ملکوں کے درمیان ۲۰ کروڑ ڈالر کی سالانہ تجارت ہوتی تھی۔ ۲۰۰۵ء-۲۰۰۶ء میں یہ تجارت ۲ ارب ۲۰ کروڑ تک جا پہنچی۔ یہ اعداد و شمار بھی بھارت کے اعلان کردہ ان اعداد و شمار کے مطابق ہیں جن کے بارے میں عمومی خیال ہے کہ ان میں دونوں ملکوں کے درمیان عسکری تعاون کی اصل رقوم چھپائی جاتی ہیں۔ عسکری تعاون کا جائزہ لیں تو وہ دونوں کے باہمی تعلقات کا سب سے اہم حصہ ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی اور ۱۹۹۹ء میں کارگل کے واقعات کو اس میں مزید اضافے کے لیے خوب خوب استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسرائیلی فوج کا ڈپٹی چیف جنرل مویشیہ کابلینسکی خود جون ۲۰۰۷ء میں کشمیر کا دورہ کر چکا ہے، تاکہ کشمیر کی جدوجہد آزادی ختم کرنے کے لیے ماہرانہ رہنمائی دے سکے۔ اب بھارت، اسرائیل سے اسلحہ خریدنے والا سب سے بڑا ملک بن چکا ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل، بھارت کو گزشتہ کئی برس سے سالانہ تقریباً ایک ارب ڈالر کا اسلحہ دے رہا تھا۔ ۲۰۰۶ء میں یہ مقدار ڈیڑھ ارب ڈالر تک جا پہنچی جو بھارت میں درآمد کیے جانے والے کل ہتھیاروں کا ایک تہائی ہے۔ اب معاملہ صرف اسرائیلی ہتھیار خریدنے پر ہی موقوف نہیں، دونوں ملک مل کر بھی بہت سا جدید اسلحہ تیار کر رہے ہیں۔ وزیراعظم من موہن سنگھ کی سربراہی میں ایک مشترک کمیٹی نے درمیانے درجے کے نئے میزائل تیار کرنے کے ایک منصوبے کی منظوری دی ہے، جس کی مالیت اڑھائی ارب ڈالر ہے۔ یہ میزائل روسی ساخت کے پچوڑا (Pechora) میزائل کی جگہ لے گا۔

The Hindu کے شمارے (یکم ستمبر ۲۰۰۷ء) کے مطابق دونوں ملک مزید ۱۸ مشترکہ عسکری منصوبوں پر کام کر رہے ہیں۔ (ان خبروں کے پس منظر میں ۲۳ نومبر ۲۰۰۹ء کو بھارت کے اگنی ۲ میزائل جس کی مار ۲ ہزار کلومیٹر تک ہے اور جو ایک ٹن ایٹمی مواد اٹھا سکتا ہے، کا تجربہ، ساتھ ہی ۳ ہزار اور ۵ ہزار کلومیٹر دور مار کرنے والے میزائلوں پر کام جاری ہونے کی اطلاعات، بہت سے سوالیہ نشان پیدا کرتی ہیں۔ سب سے اہم نقطہ کہ آخر بھارت کو اتنی زبردست توجہ پھیلا سکنے والے

میزائلوں اور ان پر اربوں ڈالر بھسم کر ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اگر پاکستان سے خطرات لاحق ہیں تو اس کے لیے تو چند سوکھو میٹر تک جاسکنے والے میزائل ہی کافی تھے؟ تو پھر کیا یہ میزائل اسرائیلی مفادات کی آبیاری کے لیے تیار کیے جا رہے ہیں؟ اور کیا یہ بھی انھی ۱۸ مشترکہ عسکری منصوبوں کا حصہ ہیں؟ پھر یہ کہ یہ تجربہ اور اعلانات من موہن کی امریکی موجودگی کے عین دوران کیوں کیے گئے؟ کیا ان کا مقصد ایران اور پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک کو دی جانے والی امریکی اسرائیلی دھمکیوں کو، عملاً نافذ کرنے کی تیاریوں کی اطلاع دینا ہے؟

بھارت اور اسرائیل کے بدنام زمانہ جاسوسی اداروں 'را' اور 'موساد' کے مابین جاسوسی تعاون، سابق الذکر تعاون کے تمام منصوبوں پر مستزاد ہے۔ اسٹریٹجک رپورٹ کے مطابق اس کی ایک جھلک Radiiff.com کی ویب سائٹ پر موجود مضمون: Raw & Mosad: The Secret Link میں دیکھی جاسکتی ہے۔

کچھ لوگوں کے لیے یہ حقائق اور معلومات یقیناً غیر متوقع نہیں ہوں گے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس سب تعاون کے جواب میں پاکستان، جو اس ساری تیاری اور تعاون کا اولین ہدف ہے، کیا کر رہا ہے؟ امریکا، بھارت اور اسرائیل کے اہداف بھی واضح ہیں اور ان کی پالیسیاں اور اقدامات بھی۔ لیکن اس سب کچھ کے مقابل ذرا ہم اپنی طرف سے مسلسل الاپے جانے والے راگ سنیں: ”امریکا ہمارا قابل اعتماد دوست ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہم اس کے حلیف اول ہیں۔ امریکی جنگ، ہماری اپنی جنگ ہے۔ ہم بھارت سے دوستی چاہتے ہیں۔ آخر کب تک کشمیر پر لڑتے رہیں، اقوام متحدہ کی قراردادیں ہی نہیں درجنوں مزید آپشن موجود ہیں۔ خفیہ سفارت کاری سے مسئلہ حل کریں گے۔ مسئلہ فلسطین پر خود عرب اپنا ایمان بیچ رہے ہیں تو ہم کیوں نہ اسرائیل سے دوستی کر لیں۔ بھارت کا راستہ روکنا اور امریکا کا دل جیتنا ہے تو ہم خود اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔“

یہ اور اس طرح کی مزید بہت سی خود فریبیاں دشمن کا کام یقیناً آسان کر دیں گی اور پھر کسی فریب خوردہ ملک و قوم کے لیے نجات کی کوئی راہ باقی نہ رہے گی۔ آج بھی وقت ہے سنبھلنے کا۔ پروردگار اہل باطل کو دُور تک اور دیر تک ڈھیل، اور اہل ایمان کو آخری لمحے تک مہلت عمل دیتا ہے۔

• سنبھلنے کا وقت ہے۔ © rasailojaraid.com کا پختہ عزم و ارادہ اور

یقین پیدا کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسے اخلاص نیت اور اللہ کی نصرت پر یقین بھی کہہ سکتے ہیں۔
 ● دوسرے قدم پر مرض یعنی اصل دشمن کو پہچانا ہوگا۔ دشمن یا دشمنوں کے گروہ کو درست طور پر پہچاننے میں تمام زمینی حقائق، تاریخی مراحل، علمی و عملی معلومات اور مخالف کی سرشت کو سمجھنا، سب شامل ہے۔ اس ضمن میں قرآن کریم کی یہ آیت بھی رہنمائی کرتی ہے:

وہ تمھاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمھیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی اُن کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں، وہ اس سے بھی شدید تر ہے۔ ہم نے تمھیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)۔ تم ان سے محبت رکھتے ہو مگر وہ تم سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام کتبِ آسمانی کو مانتے ہو۔ جب وہ تم سے ملتے ہیں تو (وہ تم سے اظہارِ محبت و قربت کرنے کے لیے) کہتے ہیں کہ ہم نے بھی (تمھارے رسول اور تمھاری کتاب کو) مان لیا ہے، مگر جب جدا ہوتے ہیں تو تمھارے خلاف ان کے غیظ و غضب کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ اپنے غصہ میں آپ جل مرو، اللہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ (ال عمران: ۱۱۸-۱۱۹)

● ہم سب اس ایمان کی تجدید کریں کہ امریکا نہیں سب سے بڑی قوت رب ذوالجلال کی قوت ہے۔ امریکا تو خود افغانستان و عراق کی دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ ٹھیک ہے وہ اب بھی وہاں فساد پھیلا رہا ہے، لیکن کوئی وقت جاتا ہے کہ وہ دونوں ممالک سے بھاگنے کے لیے تگلوں کا سہارا تلاش کر رہا ہوگا۔ مثلثِ حیثیت کے باقی دونوں ارکان اپنے اپنے مفادات کی خاطر اسے وہاں روکنے کی کوشش کریں گے، لیکن اس قانونِ فطرت کو کوئی نہیں رد کر سکتا کہ جس نے بھی دعوے خدائی کیا عبرت کا نشان بن گیا۔ امریکا کے اندورنی بحران اس سنتِ الہی کے نافذ ہو جانے ہی کی ایک دلیل ہیں، صرف ۲۰۰۹ء میں اب تک امریکا کے ۱۱۵ بینک قلاش اور دیوالیہ ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ خود اس کے تجزیاتی ادارے ۲۰۲۵ء میں ولایت ہائے متحدہ امریکا کے ناپید ہو جانے کی پیشین گوئیاں کر رہے ہیں۔

جو اس صہیونی ریاست کو تورات کی تعلیمات سے صریحاً متصادم قرار دے رہے ہیں۔

● دشمنوں کے گروہ کے مقابل پاکستان کو اہم دوست ممالک کا اعتماد بحال کرتے ہوئے، ایک متبادل بلاک مضبوط کرنے کی سعی کرنا ہوگی۔ ان ملکوں کے ساتھ تعلق، صرف کھٹکول پھیلانے کا تعلق نہ ہو، بلکہ تعاون کی اصل روح، ایک دوسرے کے مشترک مفادات کا تحفظ ہو۔ ان ممالک میں ہونے والی بیرونی سازشوں کو ناکام بنانا بھی اسی دوطرفہ تعاون کا حصہ ہو۔ حال ہی میں یمن سعودی عرب سرحدوں پر بعض یمنی قبائل کے ذریعے بغاوت پھیلانا اور پھر جنگ کا دائرہ سعودی عرب تک پھیلا دینا، سرزمین حرمین شریفین میں بھی آگ کے شعلے بلند کرنے کی کوششوں کا حصہ ہے۔ چند قبائل کا دو ملکوں کی باقاعدہ افواج کے سامنے کئی ماہ تک ڈٹا رہنا کسی بیرونی امداد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پاکستان اور ترکی آگے بڑھ کر یہ آگ بجھانے کی کوشش کریں، تو یہ سابق الذکر متبادل عالمی بلاک کی مضبوط بنیاد ثابت ہو سکتی ہے۔

● امریکی، صہیونی اور ہندو گٹھ جوڑ کا سب سے اہم اور خطرناک پہلو آئندہ نسلوں کو ہم سے چھین لینے کی سعی کرنا ہے۔ اپنی نسلوں کو خوف و دہشت کے گہرے سایوں کی نذر کر دینے کے بجائے، ان کے دلوں میں عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت راسخ کرنے اور ملتی مفادات سے ہم آہنگ تعلیمی نصاب رائج کرنے پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ لفظ جہاد ہی کو نفوذ باللہ نفرت و حقارت کا شکار کر دینے کے بجائے جہاد، قربانی اور شہادت کا حقیقی اور درست مفہوم واضح کرنا ہوگا۔ سچی اسلامی تعلیمات کا پابند اور حقیقی اور اصل دشمن کے خلاف جہاد، ایمان کا جز و لازم اور قوموں کی زندگی میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔

سب سے اہم یہ کہ ہم سب کو اپنے اللہ کی پناہ حاصل کرنا ہوگی۔ دن رات دہرائے جانے والے اپنے وعدے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چلتے ہوئے، ہر دم اس خیر و قدر ذات کے سامنے ہاتھ پھیلا نا ہوں گے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْدِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْدِهِمْ، اے ہمارے پروردگار ہم اپنے دشمنوں کی گردنیں تیرے ہاتھ دیتے ہیں اور ہم ان کے ہر شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔